70295 ـ كيا نماز حاجت مشروع ہے اور اس كا تجربہ فائدہ مند ہو گا ؟

سوال

نماز حاجت بارہ ركعت پڑھى جاتى ہے اور ہر دو ركعت كے درميان تشھد اور آخرى تشھد ميں ہم اللہ كى حمد و ثنا بيان كرتے اور نبى صلى اللہ عليہ وسلم پر درود پڑھ كر پھر سجدہ كرے ہيں سات بار سورۃ الفاتحہ اور سات بار آيۃ الكرسى اور دس بار " لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير " پڑھتے پھر يہ كہتے ہيں:
" اللهم إني أسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلى وكلماتك التامة "
پھر ہم اپنى ضرورت طلب كرتے اور سر سے اپنا سر اٹھا كر دائيں بائيں سلام پھير ديتے ہيں.
ميرا سوال يہ ہے كہ:
مجھے يہ بتايا گيا ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے سجدہ ميں قرآن مجيد پڑھنے سے منع كيا ہے، ميں نے دوران تعليم اس نماز حاجت كا تجربہ بھى كيا تھا تو اللہ تعالى نے ميرى دعا قبول فرمائى اب مجھے پھر ايك ضرورت پيش آئى ہے جو ميں اللہ سے طلب كرنى چاہتى ہوں اس كے ليے نماز حاجت ادا كروں يا نہ كروں آپ مجھے كيا نصيحت فرماتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

نماز حاجت كا ذكر چار احاديث ميں ملتا ہے، جن ميں سے دو احاديث تو موضوع اور من گھڑت ہيں، اور ان دو حديثوں ميں سے ايك ميں بارہ اور دوسرى حديث ميں دو ركعت كا ذكر ملتا ہے، اور تيسرى حديث بھى بہت زيادہ ضعيف ہے، اور چوتھى حديث بھى ضعيف ہے اور ان دونوں حديثوں ميں دو ركعت كا ذكر ہوا ہے.

پہلى حديث:

وہ ہے جس كا سوال ميں ذكر كيا گيا ہے اور يہ حديث عبد اللہ بن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما سے روايت كى جاتى ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" تم بارہ ركعتيں دن ميں يا رات ميں كسى وقت ادا كروا ور ہر دو ركعت ميں تشھد پڑھو جب تم اپنى نماز كى آخرى تشھد پڑھو تو اس ميں اللہ كى حمد و ثنا بيان كرو اور نبى صلى اللہ عليہ وسلم پر درود پڑھو، اور سجدہ ميں سات بار سورۃ الفاتحہ پڑھو اور دس بار

" لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير"

پھر یہ کلمات کہو:

" اللهم إني أسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلى وكلماتك التامة"

اور اس کے بعد اپنی حاجت طلب کروا ور سجدہ سے سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دو، اور یہ بےوقوفوں کو مت سکھاؤ کیوکہ وہ اس سے مانگیں گے تو ان کی دعا قبول کر لی جائیگی "

اسے ابن جوزی نے الموضوعات (2 / 63) میں عامر بن خداش عن عمرو بن ھارون البلخی کے طریق سے روایت کیا ہے.

اور ابن جوزی رحمہ اللہ نے عمرو البلخی کی ابن معین سے تکذیب نقل کی ہے، اور کہا ہے: سجدہ میں قرآن کی ممانعت صحیح ثابت ہے .

دیکھیں: الموضوعات (2 / 63) اور ترتیب الموضوعات للذھبی (167).

اور اس دعاء " معاقد العز من عرش اللہ " سے مقصود میں علماء کرام کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے جو شرع میں وارد نہیں بلکہ بعض اہل علم جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شامل ہیں نے یہ دعا کرنے سے منع کیا ہے؛ کیونکہ یہ بدعتی وسیلہ میں سے ہے، اور کچھ دوسرے علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ کی صفات میں سے کسی بھی صفت کا وسیلہ جائز ہے اس لیے نہیں کہ ان کے ہاں مخلوق کا وسیلہ جائز ہے.

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" میں کہتا ہوں: لیکن جس اثر اور روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں، اسے ابن جوزی نے " الموضوعات " میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث بلاشك و شبہ موضوع ہے، اور حافظ زیلعی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ (273) میں ان کے اس فیصلے کو برقرار رکھا ہے.

اس لیے اس سے حجت پکڑنا صحیح نہیں، اگرچہ قائل کا قول ہی ہو " أسألك بمعاقد العز من عرشك " جو اللہ کی صفات میں سے ایك صفت کے ساتھ وسیلہ ہے، اور دوسرے دلائل کے ساتھ یہ توسل مشروع ہے جو اس موضوع احادیث سے غنی کر دیتی ہیں.

ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" أسألك بمعاقد العز من عرشك " یعنی ان خصلتوں کے ساتھ جن کا عرش عزت مستحق ہے، یا ان کے منعقد ہونے کی جگہوں کے ساتھ، اور اس کے معنی کی حقیقت یہ ہے کہ: تیرے عرش کی عزت کے ساتھ، لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب اس لفظ کے ساتھ دعا کرنا مکروہ سمجھتے ہیں.

اس شرح کی پہلی وجہ پر وہ خصلتیں ہوئیں جن کا عرش عزت مستحق ہے، تو یہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت سے توسل ہوا لہذا جائز ہو گا.

لیکن دوسری وجہ کی بنا پر جو کہ عرش سے عزت کے حصول کی جگہیں معنی ہے تو یہ مخلوق سے توسل ہے اس لیے جائز نہیں، بہر حال یہ حدیث کسی بحث و تمحیث کی مستحق نہیں اور نہ ہی تاویل کی؛ کیونکہ یہ حدیث جب ثابت ہی نہیں اس لیے اوپر جو بیان ہوا ہے اس پر اکتفاء کرتے ہیں. علامہ البانی رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی.

دیکھیں: التوسل انوعہ و حکامہ (48 - 49).

اور شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں غرابت پائی جاتی ہے جیسا کہ کہ سائل نے بیان کیا ہے کہ قیام کے علاوہ رکوع یا سجدہ میں سورۃ الفاتحہ مشروع ہے، اور یہ تکرار کے ساتھ ہے، اور پھر سوال میں یہ بھی ہے کہ " أسألك بمعاقد العز من عرشك " جیسے اور کلمات بھی ہیں اور یہ سب امور غریب اور اچھنبے ہیں، اس لیے سائل کو چاہیے کہ وہ اس حدیث پر عمل مت کرے.

اور پھر نبی کریمص لی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح احادیث ثابت ہیں جن میں کوئی اشکال بھی نہیں جن میں نوافل اور عبادات نماز و اطاعت کا بیان ملتا ہے ان احادیث میں ہی ان شاء اللہ کفائت ہے " انتہی

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (1 / 46).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع فرمایا ہے.

علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرآت کرنے سے منع فرمایا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (480).

سوال نمبر (34692) كے جواب ميں مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام كى جانب سے حديث كے متن اور سند كے ضعف كا بيان ہو چكا ہے آپ اس كا مطالعہ ضرور كريں.

نماز حاجت كے متعلق دوسرى حديث درج ذيل ہے:

ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ميرے پاس جبريل عليہ السلام كچھ دعائيں لے كر آئے اور كہا: اگر آپ كو كوئى دنياوى پريشانى ہو تو آپ يہ دعائيں پڑھ كر اپنى ضرورت مانگيں:

" يا بديع السموات والأرض ، يا ذا الجلال والإكرام ، يا صريخ المستصرخين ، يا غياث المستغيثين ، يا كاشف السوء ، يا أرحم الراحمين ، يا مجيب دعوة المضطرين ، يا إله العالمين ، بك أنزل حاجتي وأنت أعلم بها فاقضها"

اے آسمان و زمين كے پيدا كرنے والے، يا ذالجلال و اكرام، اے لوگوں كى پكار سننے والے، اے مدد طلب كرنے والوں كى مدد كرنے والے، اے برائى اور شر كو دور كرنے والے، اے ارحم الراحمين، اے مجبور و لاچار كى دعا قبول كرنے والے، يا الہ العالمين، مجھے ضرورت اور حاجت ہے اور تو اسے زيادہ جانتا ہے ميرى اس حاجت كو پورا فرما "

اسے اصبہانى نے روايت كيا ہے ديكھيں الترغيب و الترہيب (1 / 275) اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے ضعيف الترغيب حديث نمبر (419) اور السلسلۃ الاحاديث الضعيفۃ حديث نمبر (5298) ميں اسے موضوع قرار ديا ہے.

اور تيسرى حديث درج ذيل ہے:

عبد اللہ بن ابى اوفى بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس كسى كو بھى اللہ سبحانہ و تعالى كى جانب يا پھر كسى بنى آدم كى طرف كوئى حاجت ہو تو وہ اچھى طرح وضوء كرے اور دو ركعت ادا كر كے اللہ كى حمد و ثنا بيان كر كے نبى صلى اللہ عليہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر يہ كلمات كہے:

" لا إله إلا الله الحليم الكريم ، سبحان الله رب العرش العظيم ، الحمد لله رب العالمين ، أسألك موجبات رحمتك ، وعزائم مغفرتك ، والغنيمة من كل بر ، والسلامة من كل إثم ، لا تدع لي ذنبا إلا غفرته ، ولا هما إلا فرجته ، ولا حاجة هي لك رضا إلا قضيتها يا أرحم الراحمين "

اللہ حليم و كريم كے علاوہ كوئى معبود برحق نہيں، رب عرش عظيم كا مالك اللہ سبحانہ و تعالى پاك ہے، سب تعريفات و حمد اللہ رب العالمين كے ليے ہيں، اے اللہ ميں تجھ سے تيرى رحمت واجب ہونے والے امور طلب كرتا ہوں، اور

تیرے بخشش کا طلبگار ہوں، اور ہر نیکی کی غنیمت چاہتا ہوں، اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں، میرے سب گناہ معاف کر دے، اور میرے سارے غم و پریشانیاں دور فرما، اور تیری رضا و خوشنودی کی جو بھی حاجت و ضرورت ہے وہ پوری فرما اے ارحم الراحمین "

سنن ترمذی حدیث نمبر (479) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1384).

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اور اس کی سند میں کلام کی گئی ہے.

اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب حدیث نمبر (416) میں ذکر کیا اور اسے ضعیف جدا یعنی بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے.

اس حدیث کا ضعف سوال نمبر (10387) کے جواب میں بیان ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ کریں.

چوتھی حدیث درج ذیل ہے:

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیںکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اے علی کیا میں تجھے ایك دعا نہ سکھاؤں جب تجھے کوئی غم و پریشانی ہو تو اپنے رب سے دعا کرو تو اللہ کے حکم سے یہ دعاء قبول ہو اور تیری پریشانی و غم دور ہو جائے ؟

وضوء کر کے دو رکعت ادا کرو اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بخشش کی دعا کر کے یہ کلمات ادا کرو:

" اللهم أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون ، لا إله إلا الله العلي العظيم ، لا إله إلا الله الحليم الكريم ، سبحان الله رب السموات السبع ورب العرش العظيم ، رب العالمين ، اللهم كاشف الغم ، مفرج الهم ، مجيب دعوة المضطرين إذا دعوك ، رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما ، فارحمني في حاجتي هذه بقضائها ونجاحها رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك"

اے اللہ تو اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کرنے والا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اللہ علی العظیم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، آسمان و زمین اور عرش عظیم کا مالك اللہ سبحانہ و تعالی پاك ہے، سب تعریفات اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اے غموں کو دور کرنے والے اللہ، اور پریشانیوں کو دور کرنے والے، مجبور و لاچار کی دعا کو قبول کرنے والے، دنیا و آخرت کے رحمن اور دونوں کے رحیم، میری اس حاجت و ضرورت میں مجھ پر رحم فرما کر اس ضرورت کو پورا کر اور مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیری رحمت کے علاوہ باقی سب سے مستغنی کر دے "

اسے اصبہانی نے روایت کیا ہے دیکھیں: الترغیب و الترھیب (1 / 275).

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب (417) میں ضعیف قرار دیا اور کہا ہے: اس کی سند مظلم یعنی اندھیری ہے اس میں ایسے روات ہیں جو معروف نہیں. اور السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (5287) بھی دیکھیں.

خلاصہ یہ ہوا کہ:

اس نماز کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں، اس لیے مسلمان شخص کے لیے یہ نماز ادا کرنا مشروع نہیں، بلکہ اس کے مقابلہ میں جو صحیح احادیث میں نمازیں اور دعائیں اور اذکار ثابت ہیں وہی کافی ہیں.

دوم:

سوال کرنے والی کا یہ کہنا کہ:

میں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے فائدہ مند پایا ہے"

اس کے علاوہ بھی کئی لوگ ایسی بات کر چکے ہیں، اور پھر اس طرح کے اقوال سے شریعت ثابت نہیں ہوتی اور کوئی امر مشروع نہیں ہو جاتا.

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صرف تجربہ کی بنا پر ہی سنت ثابت نہیں ہو جاتی اور نہ ہی دعاء کی قبولیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ قبول کا سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، بعض اوقات اللہ تعالی تو سنت کے علاوہ کسی اور چیز کے توسل سے بھی دعا قبول فر لیتا ہے، کیونکہ اللہ ارحم الراحمین ہے، اور بعض اوقات دعا کی قبولیت بتدریج ہوتی ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: تحفۃ الذاکرین (140).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" اور جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ فلاں شخص نے اس کا تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا، اور فلان نے بھی تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا؛ یہ سب اس حدیث کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، بعض اوقات انسان کوئی تجربہ کرتا ہے اور اسے اس کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو یہ اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا یا جو وارد ہوا ہے اس کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کا حصول قضاء و قدر سے ہوا ہو، یا پھر فاعل کے لیے ابتلاء و

امتحان ہو، تو کسی چیز کا ہو جانا اس کے متعلق وارد ہونے کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا " انتہی

دیکھیں: المنتقی فتاوی الشیخ الفوزان (1 / 46).

واللہ اعلم.